

جبری گمشدگیوں کے
متاثرین کا عالمی دن
اگست 30

جبری گمشدگیوں کو جرم قرار دیا جائے
لاپتہ افراد کو بازیاب کیا جائے
افراد اور اداروں کو جوابدہ ٹھہرایا جائے
باضابطہ قانونی کارروائی کا احترام کیا جائے

#ڈھونڈ کر لاؤ #ڈھونڈ کر لاؤ #ڈھونڈ کر لاؤ #ڈھونڈ کر لاؤ



پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

International Day
of the Victims of
Enforced Disappearances
30 August

Criminalize enforced disappearances
Recover the missing
Hold individuals and institutions accountable
Respect the right to due process

#DhoondKarLao #DhoondKarLao #DhoondKarLao



Human Rights Commission of Pakistan

Enforced disappearance is nothing short of a heinous crime

Even as we express solidarity with forcibly 'disappeared' people and with their friends and families every 30 August, it is worth reminding ourselves exactly why the phrase 'missing person' is a gross understatement in terms of human rights.

An enforced disappearance implies the absence of the right to liberty, security and life.

It means having no guarantee whatsoever of the right not to be subjected to torture or to inhuman or degrading treatment.

It puts the person entirely out of reach of the right to a fair trial or effective remedy.

For victims' families and friends – and indeed for the public – it excludes the right to know the truth of the circumstances of the disappearance.

Amnesty International identifies the following groups as being targets of enforced disappearances: 'members of the Sindhi, Baloch and Pashtun communities, members of the Shia community, political

activists, human rights defenders and members and supporters of religious and nationalist groups.' Also targeted are 'suspected members of armed groups and proscribed religious and political organizations'.¹ Regardless of the alleged offence, everyone has the right to due process and a fair trial under Article 10A of the Constitution – a right that an enforced disappearance automatically excludes.

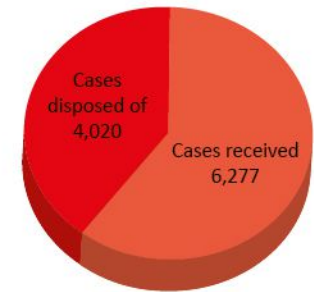
The Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) has been at the forefront of civil society in demanding an end to enforced disappearances and urging the Government of Pakistan to ratify the International Convention for the Protection of All Persons from Enforced Disappearance. HRCP has also criticized the state for crackdowns against relatives of missing persons and for making it increasingly difficult for victims' families and civil society organizations to protest against enforced disappearances at 'missing persons' camps.

What the statistics say... and don't say

The Commission of Inquiry on Enforced Disappearances (COIED), which was established in 2011, is mandated to hear cases pertaining to 'missing persons'. Since its inception, the COIED has received 6,277 cases (as of July 2019) and disposed of 4,020 cases.

It is also worth looking at the breakdown of the cases it receives. Between January and July 2019, 239 persons returned home, 87 persons were traced to internment centres, and 45 persons traced to jails.

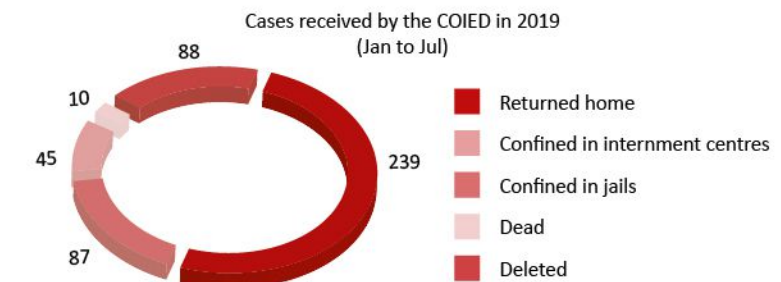
Yet, most victims who are fortunate enough to return home are unwilling or unable to speak openly about the circumstances of their disappearance.



Number of cases received and disposed of since the COIED was set up in 2011 (as of 31 July 2019)

In a briefing to the Senate Standing Committee on Interior in March 2019, the COIED said that almost 700 persons had been traced to internment centres since the Commission was set up. Yet the existence and continued operation of internment centres – which critics have deemed unconstitutional – is itself cause for serious concern.

Even if forcibly disappeared persons are traced to internment centres, their families are unlikely to be told when the detainee arrived at the centre, why they were detained or why their families were not informed. This implies that families are robbed of the right to take lawful action for the release of their loved ones.



As of the end of July 2019, the COIED had received 1,317 cases from Punjab, 1,571 from Sindh, 2,351 from Khyber Pakhtunkhwa, 449 from Balochistan, 257 from Islamabad, 270 from former FATA, 54 from Azad Kashmir and 8 from Gilgit-Baltistan.

Yet reports on the ground from victim groups and civil society organizations suggest that the actual number of enforced disappearances – particularly from Balochistan – is far, far higher.

¹<https://www.amnesty.org/en/latest/research/2019/03/pakistan-enduring-enforced-disappearances/>

What the state must do

- Take immediate steps to criminalize enforced disappearances under the Penal Code
- Replace the Commission of Inquiry on Enforced Disappearances with a judicial tribunal answerable to the Supreme Court
- Make public the findings of the 2010 Judicial Commission on Enforced Disappearances
- Ratify the International Convention to Protect All Persons against Enforced or Involuntary Disappearance
- Engage with the United Nations Working Group on Enforced or Involuntary Disappearances

Why Pakistan must ratify the International Convention to Protect All Persons against Enforced or Involuntary Disappearance

Because under Article 1, 'a state of war or a threat of war, internal political instability or any other public emergency' may not be used to justify enforced disappearance.

Because under Article 6, 'no order or instruction from any public authority, civilian, military or other' may be invoked to justify enforced disappearance.

Because under Article 17, 'No one shall be held in secret detention.'

Because under Article 18, victims' relatives, representatives or counsel are entitled to know who ordered the 'deprivation of liberty', who supervised it, when and where it occurred, where the victim is now, whether they are dead or alive, and if alive, what state of health they are in.

Because under Article 18, the state must take 'appropriate measures' to ensure that persons investigating an enforced disappearance are protected against 'any ill-treatment, intimidation or sanction' as a result of their search for information.

اور کالعدم مذہبی و سیاسی تنظیموں کے مشتبہ اراکین بھی نشانہ بنتے ہیں۔¹ مبینہ جرم سے قطع نظر، آئین کے آرٹیکل 10 الف کے تحت، ہر فرد کو باضابطہ قانونی کارروائی اور شفاف ٹرائل کا حق حاصل ہے۔۔ ایک ایسا حق جو جبری گمشدگی کی صورت میں خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) سول سوسائٹی کے اس مطالبے کو منوانے کے لیے ہر اول دستے کا کردار ادا کر رہا ہے کہ جبری گمشدگیوں کا سلسلہ بند کیا جائے اور حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ فراہم کرنے کے عالمی معاہدے کی توثیق کرے۔ ایچ آر سی پی نے لاپتہ افراد کے رشتہ داروں کے خلاف کریک ڈاؤن اور 'لاپتہ افراد' کے کیسوں میں جبری گمشدگی کے خلاف احتجاج کے حوالے سے متاثرین کے اہل خانہ اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے پر ریاست کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا ہے۔

اعداد و شمار کیا کہتے ہیں۔۔
۔ اور کیا نہیں کہتے

جبری گمشدگیوں پر انکوائری کمیشن (سی او آئی ای ڈی) جو 2011 میں قائم ہوا تھا، کو لاپتہ افراد کے کیسز سننے کا اختیار ہے۔ اپنے قیام سے لے کر ایٹک (جولائی 2019 تک)، سی او آئی ای ڈی کو 6,277 کیسز موصول ہوئے اور کمیشن نے 4,020 کیسز نمٹائے۔

جبری گمشدگی انتہائی سنگین جرم ہے

ہم ہر برس 30 اگست کو جبری لاپتہ افراد اور ان کے عزیز واقارب کے ساتھ ایک جہتی کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر انسانی حقوق کے تناظر میں دیکھا جائے تو پھر اصطلاح 'لاپتہ فرد' کے استعمال سے اس مسئلے کی اہمیت کم ہو جاتی ہے، کیونکہ

جبری گمشدگی آزادی، سلامتی اور زندگی کے حق کی نفی کرتی ہے۔

اس میں کسی قسم کی کوئی ضمانت نہیں دی جاتی کہ متاثرہ افراد کو ایذا رسانی یا غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

اس میں متاثرہ فرد شفاف ٹرائل یا موثر تلافی کے حق سے مکمل طور پر محروم ہو جاتا ہے۔

متاثرین کے خاندان اور دوست اور عام عوام جبری گمشدگی کے حالات واقعات کے متعلق حقائق جاننے کے حق سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق درج ذیل گروہ جبری گمشدگیوں کا نشانہ بن رہے ہیں: سندھی، بلوچ اور پشتون برادریوں کے لوگ، شیعہ مسلک کے افراد، سیاسی کارکن، انسانی حقوق کے دفاع کار اور مذہبی و قوم پرست گروہوں کے حمایتی۔ مسلح گروہوں

ریاست کو کیا کرنا چاہیے

جبری گمشدگیوں کو ضابطہ تعزیرات کے تحت جرم قرار دینے کے لیے فوراً اقدامات کیے جائیں

جبری گمشدگیوں پر انکوائری کمیشن کو عدالتی ٹریبونل سے بدلا جائے اور وہ ٹریبونل عدالت عظمیٰ کو جوابدہ ہونا چاہیے

جبری گمشدگیوں پر عدالتی کمیشن 2010 کی رپورٹ کو عوام کے سامنے لایا جائے

تمام افراد کو جبری یا غیر ارادی گمشدگیوں سے تحفظ فراہم کرنے کے عالمی معاہدے کی توثیق کی جائے

جبری یا غیر ارادی گمشدگیوں پر اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ کے ساتھ مل کر اس مسئلے کے حل کے لیے کوششیں کی جائیں

پاکستان کے لیے تمام افراد کو جبری یا غیر ارادی گمشدگیوں سے تحفظ فراہم کرنے کے عالمی معاہدے کی توثیق کرنا کیوں ضروری ہے

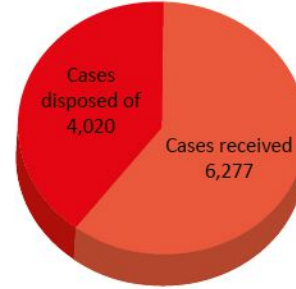
کیونکہ آرٹیکل 1 کی رو سے، جنگ کی حالت یا جنگ کا خطرہ، اندرونی سیاسی عدم استحکام یا ریاست میں کسی بھی قسم کی ہنگامی صورتحال جبری گمشدگی کا جواز فراہم نہیں کر سکتی۔

کیونکہ آرٹیکل 6 کی رو سے، جبری گمشدگی کو جواز بخشنے کے لیے کسی ریاستی اہلکار کی توثیق یا فوجی ہو یا کسی بھی اور اہلکار کی حکم نامے یا ہدایت کا سہارا نہیں لیا جاسکتا۔

کیونکہ آرٹیکل 17 کی رو سے، کسی فرد کو خفیہ حراست میں نہیں رکھا جائے گا۔

کیونکہ آرٹیکل 18 کی رو سے، متاثرین کے رشتہ دار، نمائندے یا وکیل کو یہ جاننے کا حق ہے کہ کس نے آزادی سے محروم کرنے کا حکم دیا تھا، کس نے اس عمل کی نگرانی کی، جبری گمشدگی کب اور کہاں پیش آئی، متاثرہ فرد اس وقت کہاں ہے، آیا وہ مردہ ہیں یا زندہ، اور اگر زندہ ہیں تو پھر ان کی صحت کیسی ہے؟

کیونکہ آرٹیکل 18 کی رو سے، ریاست کو اس امر کو یقینی بنانے کے لیے مناسب اقدامات کرنے چاہئیں کہ جبری گمشدگی کی تحقیقات کرنے والے لوگوں کو معلومات کی تلاش کے نتیجے میں کسی قسم کے برے سلوک، دھونس یا سزا کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

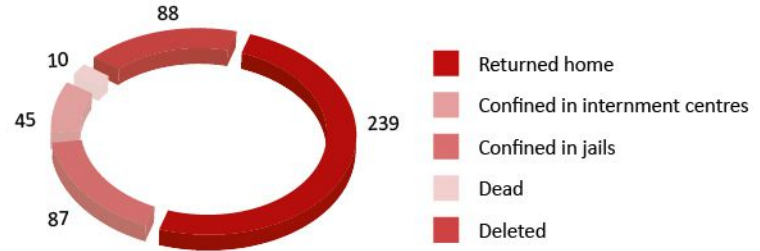


2011 میں سی او آئی ای ڈی کے قیام سے لے کر اب تک چھتے کیسز موصول ہوئے اور نمٹائے گئے (جولائی 2019 تک 31)

کمیشن کو موصول ہونے والے کیسز کی تفصیل پر نظر ڈالنا بھی اہم ہے۔ جنوری اور جولائی 2019 کے درمیان، 239 افراد اپنے گھروں، 87 افراد حراستی مراکز میں پائے گئے اور 45 افراد جیلوں میں پائے گئے۔ مگر، کئی متاثرین جو خوش قسمتی سے اپنے گھروں آئے تھے، اپنی گمشدگی کے حالات کے متعلق کھلے عام بولنے کے لیے آمادہ نہیں تھے یا پھر اس پر بات کرنے سے قاصر تھے۔

اگر یہ پتہ چل جائے کہ جبری گمشدہ افراد حراستی مراکز میں ہیں تو پھر بھی ان کے اہل خانہ کو یہ معلوم ہونے کے امکانات بہت کم ہیں کہ زیر حراست فرد کو حراستی مرکز پر کب لایا گیا، انہیں کیوں حراست میں لیا گیا اور ان کے اہل خانہ کو مطلع کیوں نہ کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل خانہ اپنے پیاروں کی رہائی کے لیے قانونی کارروائی کے حق سے محروم ہیں۔

مارچ 2019 میں سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے داخلی امور کو بریفنگ دیتے ہوئے، سی او آئی ای ڈی نے کہا کہ کمیشن کی تشکیل سے لے کر اب تک تقریباً 700 افراد حراستی مراکز میں پائے گئے ہیں۔ اس لیے حراستی مراکز، جو ناقدین کی رائے میں غیر آئینی ہیں، کی موجودگی اور ان کا مسلسل فعال رہنا شدید تشویش کا باعث ہے۔



سی او آئی ای ڈی کو 2019 میں موصول ہونے والے کیسز (جنوری سے جولائی)

تاہم، متاثرین کے گروہوں اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کی رپورٹس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جبری گمشدگیوں کی اصلی تعداد، خاص طور پر بلوچستان میں ان اعداد و شمار سے بہت زیادہ ہے۔

جولائی 2019 تک سی او آئی ای ڈی کو 1,317 کیسز پنجاب سے، 1,571 سندھ سے، 2,351 خیبر پختونخوا سے، 449 بلوچستان سے، 257 اسلام آباد سے، 270 سابق فانا سے، 54 آزاد کشمیر سے اور 8 گلگت بلتستان سے موصول ہوئے تھے۔